نایا" کہتا ہے "نہیں"۔ "تیمور در حقیقت قرونِ وسطیٰ کا ایک جارح اور سفاک قاتل تھا۔ چنانچہ اس پس منظر میں ازبکستان کی جانب سے اِس شخص کو خراجِ تحسین پیش کرنے کے لیے تقریب منعقد کرنا کا ہے کا انصاف ہے؟"۔

دوسری جانب ازبک باشندے روسی اخبار کے اِس بیان پر شدید برہم ہیں۔ چنانچہ اِس سلسلہ میں پروفیسر کونین نے وزارتِ دفاع کے ایک اخبار "وطن پرور" میں اپنے ردِ عمل کا اظہار کرتے ہوئے کہا "صحافیوں کے لیے یہ امر باعثِ شرم ہے کہ اپنے آپ کو ماسکو کے دانش مند طبقے کا سرخیل سمجھنے کے باوجود ان کی طرف سے تاریخ و ثقافت سے متعلق اتنی سنگین جہالت کا اظہار ہو۔ تاریخی لحاظ سے یہ بڑی سنگین غلطی ہو گی کہ سابقہ دور کے واقعات اور عظیم شخصیات کو آج کے حالات کی روشنی میں پرکھا جائے"۔ "تیمور آدھی دُنیا کا فاتح تھا" لیکن وہ ایک باخبر اور اخلاقی صفات سے متصف آدمی تھا اور اس نے علاقے میں فنون، سیاست کاری اور حربی مہارت کو پروان چڑھایا۔ پروفیسر کونین کے مطابق آج بھی تاشقند میں نصب اِس شخصیت کے مجسمے کے نیچے اِس کا یہ مقولہ ثبت ہے "طاقت کا منبع انصاف ہے"۔

تاجکستان: بحران کے حل کے لیے بارہ نکاتی فارمولا

تاجکستان میں حزبِ اختلاف کی سب سے بڑی پارٹی نہضت اسلامی کے صدر سیّد عبداللہ نوری نے تاجک بحران کے حل کے لیے ایک ایسی سٹیٹ کونسل کے قیام کا مطالبہ کیا ہے جس میں تنازعہ کے تمام فریقوں کو نمائندگی حاصل ہو۔ اُنہوں نے عبوری دور میں ریاست کے معاملات کو چلانے کے لیے غیر جانبدار افراد پر مشتمل حکومت کے قیام کا بھی مطالبہ کیا ہے۔ ملک و قوم کی بقاء کی خاطر حقیقی اور منطقی حل کی طرف پیش رفت کے لیے اور ملک کے داخلی معاملات میں بیرونی مداخلت کے خاتمہ کی غرض سے اُنہوں نے ایک بارہ نکاتی مصالحتی فارمولا پیش کیا ہے جس کے نکات درج ذیل ہیں:

۱۔ فریقین کے درمیان مذاکرات کا سلسلہ جاری رکھا جائے اور بیرونی عناصر جو تاجکستان کی خانہ جنگی سے اپنے مفادات کا حصّہ بٹور رہے ہیں، مداخلت کا سلسلہ بند کر دیں۔

۲۔ ایک ایسی سٹیٹ کونسل کا قیام عمل میں لایا جائے جس میں جھگڑے میں شریک تمام گروپوں کو نمائندگی حاصل ہو۔

۳۔ ایک نگران حکومت کا قیام عمل میں لایا جائے جس میں قابل اور غیر جانبدار افراد شامل ہوں۔ اِس حکومت کو کم از کم دو سے تین سال تک کا عرصہ دیا جائے تاکہ وہ حالات کو صحیح نہج پر لا سکے۔

۴۔ تمام گروپوں، جماعتوں، تنظیموں اور مسلّح وزارتوں کو غیر مسلّح کر کے اُنہیں اقوامِ متحدہ کی امن

افواج کے زیرِ انتظام لایا جائے۔

۵۔ تمام مہاجرین کو وطن واپس لایا جائے اور ان کے مذہبی اور شہری حقوق بحال کر دیے جائیں۔

۶۔ تمام معروف جماعتوں اور تنظیموں کو اس بات کی اجازت دی جائے کہ وہ آزاد اور سازگار ماحول میں اپنی سرگرمیاں جاری رکھ سکیں۔

۷۔ ذرائع ابلاغ کو آزاد کیا جائے۔

۸۔ سٹیٹ کونسل کے اندر علماء، قبائل اور مختلف قومیتوں کے رہنماؤں پر مشتمل ایک مشاورتی گروپ تشکیل دیا جائے جو نفرتوں اور دشمنی کے جذبات کو ختم کر کے دوستی اور باہمی تعلق کی فضا کو سازگار بنائے اور سماجی اور اخلاقی مسائل کے حل میں اپنا کردار ادا کرے۔

۹۔ خطہ میں روس اور CIS کی افواج کی تعداد میں کمی کی جائے۔

۱۰۔ ہمسایہ ممالک، بین الاقوامی برادری اور خصوصاً روس کے ساتھ معاشی تعلقات میں اضافہ کیا جائے۔ اس عمل میں ان ممالک کے تاجکستان سے وابستہ مفادات کا خیال رکھا جائے۔

۱۱۔ ان تمام مقدمات کی نئے سرے سے چھان بین کی جائے جنہیں سیاسی بنیادوں پر قائم کیا گیا تھا۔

۱۲۔ ایک کھلی معاشی پالیسی اپنائی جائے۔ شخصی ملکیت کے حقوق بحال کیے جائیں اور زمین کو اس کے اصل مالکان کے حوالے کر دیا جائے۔

یاد رہے کہ سیّد عبداللہ نوری اس سے پہلے بھی انتباہ کر چکے ہیں کہ تاجکستان لاقانونیت، بیرونی مداخلت اور اقتصادی تنزلی کے ہاتھوں کھنڈر بن چکا ہے۔

گزشتہ دو سالوں کے دوران اندرون اور بیرون ملک تاجکوں کو شدید مشکلات اور صدمات کا سامنا کرنا پڑا ہے۔ تقریباً دس لاکھ سے زائد تاجک مہاجرت اور غربت کے دکھ سہہ رہے ہیں۔ بے دردی سے ان کا خون بہایا جاتا رہا ہے اور نتیجتاً پُرسکون گھروں سے محروم ہو کر وہ بے خانماں ہو چکے ہیں۔ ان نامساعد حالات نے اُنھیں اس امر پر مجبور کر دیا ہے کہ وہ پیٹ کا دوزخ بھرنے کے لیے گداگری کے پیشہ میں پناہ ڈھونڈیں۔ دوسروں کی طرف سے بھڑکائی گئی خانہ جنگی کے نتیجے میں وہ در بدر ہو چکے ہیں۔

اس امر کی وضاحت کرتے ہوئے کہ حزبِ اختلاف نے تاجک حکومت کے خلاف عسکری جدوجہد کا سہارا کیوں لیا، اُنھوں نے کہا:

> "حزبِ اختلاف نے قوم کو مکمل تباہی و بربادی سے بچانے کے لیے مجبور ہو کر عسکری جدوجہد کا سہارا لیا تھا تاکہ وہ اپنی جانوں، جائیداد، بیوی بچوں اور عزت و ناموس کی حفاظت کر سکیں۔ ہمارا مقصد و مدعا تو بس یہ ہے کہ ہمیں اپنے وطن کے اندر جملہ حقوق، انصاف اور سلامتی کی چھتری حاصل ہو"۔